مسیحی شادی ایکٹ اور طلاق ایکٹ پر ایک روزہ سیمینار

مسیحی شادی ایکٹ مجریہ ۱۸۸۲ء اور مسیحی طلاق ایکٹ مجریہ ۱۸۶۹ء یعنی "مسیحی شادی بیاہ اور طلاق کے ۱۲۶ سال پُرانے قوانین میں عصری تقاضوں کے مطابق ترامیم کی سفارشات مرتّب کرنے کے لیے ادارہ امن و انصاف (لاہور و کراچی) کے تعاون سے ایک روزہ سیمینار ۲۰ مئی ۱۹۹۵ء کو گلاہور میں منعقد ہوا۔ سیمینار میں ادارہ امن و انصاف لاہور کے چیئرمین چوہدری نعیم شاکر کا مجوزّہ مسودہ مسیحی شادی ایکٹ پیش کیا گیا جس میں شرکاء نے مناسب ترامیم اور سفارشات پیش کیں"، تاہم سیمینار کے صدر نشین فادر یوسف مانی وکر جنرل آرچ ڈایوسیس لاہور نے اپنے خطاب میں کہا کہ "اس سیمینار کے بعد ایک اور مجلسِ مشاورت کی ضرورت ہوگی جس میں فائنل مسوّدہ مرتّب کر کے پیش کیا جائے اور اس مجلسِ مشاورت میں ہر معلوم چرچ کے صرف نامزد مندوبین ہی شریک ہوں تاکہ مسوّدہ کو آخری شکل دی جا سکے۔" (پندرہ روزہ "شاداب"، لاہور —— ۱۵-۳۱ مئی ۱۹۹۵ء)

دفعہ ۲۹۵ - سی میں مبینّہ ترمیم پر ردِ عمل

[ماہنامہ "کلامِ حق" پاکستان میں راسخ العقیدہ مسیحیّت کا داعی ہے۔ گزشتہ آٹھ ماہ اس کی اشاعت معطّل رہی۔ ماہ جون ۱۹۹۵ء کا شمارہ بھی تاخیر سے شائع ہوا ہے۔ اس شمارے میں ادارے نے دفعہ ۲۹۵ - سی میں مبینّہ ترمیم پر مسیحیوں اور مسلمانوں کے ردِعمل پر اظہارِ خیال کیا ہے۔ اس کے ساتھ الگ تبصرے میں جناب ٹی - ناصر صاحب نے جون ۱۹۹۵ء کی ملک گیر ہڑتال (جو دینی جماعتوں کی اپیل پر ہوئی) کے پسِ منظر میں ۲۹۵ - سی کی تشریح کی ہے جو "قانونی" تو ہرگز نہیں، البتّہ واعظانہ انداز ترغیب و ترہیب کا ایک دلچسپ نمونہ ہے۔ ادارہ "کلامِ حق" کے شکریے کے ساتھ دونوں تحریریں نقل کی جاتی ہیں۔ مدیر]

اداریہ "کلامِ حق"

"جب سے سلامت مسیح اور رحمت مسیح دفعہ ۲۹۵ - سی کی خلاف ورزی کے الزام سے بری ہوئے ہیں، علماء اسلام میں بہت بے چینی پائی جاتی ہے اور حکومت کی طرف سے اس قانون میں ترمیم کے مبینّہ اعلان کے بعد ہر روز ہمارے علماء کرام جذباتی بیان بازی کر رہے ہیں۔ ادھر کچھ مسیحی اس مبینّہ ترمیم کے حق میں اندرون و بیرونِ ملک کوشاں ہیں۔ ہماری نظر میں دونوں فریق اپنے اپنے ردِعمل میں غلط ہیں۔ قانون توہینِ رسالت نہ صرف تعزیراتِ پاکستان کا حصّہ ہے، بلکہ یہ قانون کسی پاکستانی حکومت

نے نہیں بنایا بلکہ یہ قانون حسب الحکم قران شریف وجود میں آیا اور حضرت عمرؓ اس قانون کے تحت سزا دینے والے پہلے فرد تھے اور اِس قانون کے تحت سزا پانے والا ایک مسلمان تھا۔ ہم ایک اسلامی ملک کے شہری ہیں اور اپنے ملک کے ہر قانون کا احترام کرنا ہمیں کلامِ مقدّس سے بھی ملتا ہے۔ لہذا اِس بات میں کسی مسیحی یا مسلمان کو کوئی شک نہیں ہونا چاہیے کہ یہ قانون تبدیل ہوسکتا ہے یا اِس کی سزا میں تبدیلی کی جاسکتی ہے۔ البتّہ اگر کسی بھی فرد پر خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو یہ الزام عائد ہوتا ہے تو اِس کی تحقیقات اسلامی قانون شہادت کے مطابق ہونی چاہیے۔ کیوں کہ اسلامی قانون شہادت کی بدولت جُرم ثابت ہوسکتا ہے اور جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ اگر ملزم واقعی مجرم ہو تو اِس کو سزا ملنی چاہیے اور یہ کہ اِس سزا پر اندرونی یا بیرونی دباؤ میں آئے بغیر عمل درآمد ہونا چاہیے۔"

قانون توہینِ رسالت اور اِس کی محدودیّت

"آج ملک بھر میں قانون توہینِ رسالت یعنی تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ - سی میں مبینہ تبدیلی کے خلاف ملک میں ہڑتال ہورہی ہے۔ تمام کاروبارِ زندگی مکمل یا جزوی طور پر معطّل ہے، لیکن یہ قانون صرف آنحضرت ﷺ کی ذاتِ اقدس کی کسی صورت میں یعنی تحریری، زبانی یا اشارۃً توہین کرنے تک ہی محدود ہے اور چوں کہ یہ قانون حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس تک محدود ہے لہذا کوئی بھی مسلم یا غیر مسلم اِس قانون کو اپنے ذاتی مفاد کے لیے آسانی سے استعمال کرسکتا ہے اور کر رہا ہے۔

دُنیاوی نقطہ نگاہ سے کسی بھی شخص کی توہین کرنے کے تحریری، تقریری، اشارۃً کے علاوہ بھی ایک طریقہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اِس شخص کی حیثیت کے مطابق اِس کے احکامات سے روگردانی۔ مثال کے طور پر اگر کوئی شخص اپنے والد کا حکم نہیں مانتا تو دراصل وہ اپنے والد کی توہین کرتا ہے۔ اگر کوئی طالبِ علم اپنے استاد کا حکم نہیں مانتا تو دراصل وہ اپنے استاد کی توہین کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص عدالت کے وقار کے منافی کوئی بات کرے یا عدالت کا حکم ماننے سے انکار کرے تو وہ بھی توہینِ عدالت کا مرتکب ہوتا ہے۔ لہذا یہ بات کہ حضرت محمد ﷺ کی ذاتِ اقدس کے متعلق نازیبا تحریر، تقریر اور اشارہ تو توہینِ رسالت حد کے تحت قابلِ تعزیر ہے، لیکن ان کے حکموں سے روگردانی پر کوئی حد یا تعزیر مسلمانوں پر لاگو نہیں کی گئی۔ کیا یہ توہینِ رسالت نہیں؟

کیا حضرت محمد ﷺ کے احکامات جو انھوں نے اپنی قوم کو دیے، ان سے رُوگردانی توہینِ رسالت کی حد میں نہیں آتی؟ ہمارا ملک ایک اسلامی ملک ہے۔ اکثریت مسلمانوں کی ہے (۹۸ فیصد) اور یہ اکثریت ہر اِس کام میں ملوّث ہے جس کے نہ کرنے کا حکم آنحضرت ﷺ جیسی عظیم ہستی نے دیا تھا، یعنی مسلمانوں کے ہاتھوں مسلمان کا قتل، رشوت، شراب نوشی، زنا کاری، رمضان سے پہلے اپنی رقوم بینک سے نکلوا لینا تاکہ زکوٰۃ نہ دینی پڑے، غیر مسلموں سے امتیازی سلوک، فرقہ پرستی اور اِس

کے نتیجے میں ہونے والی قتل وغارت، نجی اور حکومتی سطح پر بے جا اسراف، دہشت گردی اور اس قسم کے بے شمار کام۔ کیا [یہ] حضرت محمد ﷺ کے احکامات سے رُوگردانی نہیں اور کیا ہر پاکستانی مسلمان ایسا کر کے توہینِ رسالت کا مرتکب نہیں ہو رہا؟

ایسے لوگوں پر کوئی حد یا تعزیر لاگو نہیں ہوتی؟ ہم کسی کی توہین صرف اُس کے خلاف لکھ کر یا بول کر نہیں کرتے بلکہ اپنے ذاتی کردار سے بھی کسی کی توہین کرتے ہیں، اور مسلمانانِ پاکستان اپنے ذاتی کردار سے حضرت محمد ﷺ کی ذاتِ اقدس کی مسلسل توہین کر رہے ہیں۔ لہذا مسلمانوں کو، چاہے وہ کوئی بھی ہو اس کے کردار کے مطابق اُسے بھی وہی سزا ملنی چاہیے جو توہین رسالت کی تعزیراتِ پاکستان دفعہ ۲۹۵ - سی کے تحت ہے۔ اور چوں کہ ایسا نہیں ہو رہا لہذا یہ قانون بہت ہی محدود رہ گیا ہے جو کہ خود توہینِ رسالت ہے۔"

"کرسچن لبریشن فرنٹ" کی سرگرمیاں

"کرسچن لبریشن فرنٹ پاکستان" کی جانب سے یومِ آزادی کے سلسلے میں ۱۱ اگست ۱۹۹۵ء کو اسلام آباد میں ایک ریلی کا اہتمام کیا جا رہا ہے جس کی منزلِ مقصود پارلیمنٹ ہاؤس ہو گی۔ اشتہار کے الفاظ میں "تاریخی عوامی ریلی" کا مقصد وطنِ عزیز میں بنیادی انسانی حقوق کی بحالی ہے۔ کرسچن لبریشن فرنٹ ریلی کی کامیابی کے لیے اُن طبقوں سے تعاون کی امید لگائے بیٹھا ہے جو پاکستان میں اسلامی نظامِ سیاست و معیشت کی جگہ لبرل اقدار کو فروغ دینے کے خواہش مند ہیں۔ ماہ جولائی میں "کرسچن لبریشن فرنٹ" لاہور میں ایک کانفرنس کا اہتمام کر چکا ہے، جس کی رپورٹ پندرہ روزہ "کاتھولک نقیب" سے پیش کی جاتی ہے۔ مدیر]

پاکستان کی تمام جمہوری اور ترقی پسند قوتوں کو ملک سے امتیازی قوانین کے ساتھ ساتھ مذہبی تعصّب اور فرقہ واریّت کے خاتمے کے لیے نئے جذبے کے ساتھ جدوجہد کرنی چاہیے تاکہ پاکستان ایک لبرل، اقلیّت اکثریت کی تفریق سے مبّرا اور عوامی جمہوریہ پاکستان کی حیثیت سے اکیسویں صدی میں داخل ہو۔ ان خیالات کا اظہار کرسچن لبریشن فرنٹ کے زیرِ اہتمام منعقدہ نمائندہ کانفرنس "بنیادی انسانی حقوق اور پاکستانی اقلیتیں" کے موضوع پر مختلف قومی رہنماؤں نے اپنی تقاریر میں کیا۔ اس کانفرنس کی صدارت عابد حسن منٹو ایڈووکیٹ ہائی کورٹ نے کی جب کہ مہمانِ خصوصی مشہور ہاری رہنما اور وزیر اعلیٰ سندھ کے مشیر جام ساقی تھے۔ مہمانِ خصوصی جام ساقی نے کہا کہ موجودہ حکومت تمام کالے قوانین کو ختم کرنے کے لیے کوشاں ہے اور وہ بنیاد پرست ملاّؤں سے بلیک میل نہیں ہو گی۔ عابد حسن منٹو